ایک ملک میں صدقہ فطر دے کر دوسرے ملک میں عید کی اور دونوں کے صدقہ فطر کی قیمت میں فرق ہو، تو حکم

دارالافتاء اہلسنت (دعوت اسلامی)

Darul Ifta AhleSunnat

ریفرنس نمبر:HAB-540 تاریخ:17-03-2025

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ ایک شخص نے رمضان میں اپنا صدقۂ فطر پاکستان میں ادا کر دیا، اور پھر وہ عمرہ کے لیے چلا گیا عید کے دن وہ مدینہ پاک میں ہی تھا، تو کیا اسے وہاں کے لحاظ سے صدقۂ فطر کی رقم میں جو فرق آرہا ہے، اسے ادا کرنا ہو گا؟ مثلاً: پاکستان میں 240 ادا کیا ہے اور وہاں 500 بنتا ہو، تو کیا 260 روپے اسے مزید دینے ہوں گے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق و الصواب

جی ہاں رقم کا جو فرق آرہا ہے، اسے ادا کرنا اس پر لازم ہے، صدقہ فطر عید کی صبح صادق ہونے پر واجب ہوتا ہے اور چونکہ صدقہ فطر مثلِ زکوٰۃ و قربانی مال پر نہیں، بلکہ مؤدی یعنی ادا کرنے والے پر واجب ہوتا ہے، لیکن صدقہ فطر جلدی ادا کرنا زکوٰۃ جلدی ادا کرنے کی طرح ہے اور عمومی حالات میں صدقہ فطر قیمت سے ادا کرنا افضل ہے اور جب صدقہ فطر منصوص علیہ اشیاء یعنی: گندم، جَو، کُھجور اور کشمش کے بجائے قیمت سے ادا کیا جائے، تو امام اعظم رضی اللہ عنہ کے مذہب کے مطابق اس کی قیمت میں روز وجوب کا اعتبار ہے اور یہی مفتیٰ بہ مذہب ہے، لہٰذا اگر صدقہ فطر کسی ملک میں ادا کرنے کے بعد دوسرے ملک میں گیا تو روز وجوب یعنی عید الفطر کی صبح صادق کے وقت جہاں مؤدی ہو گا اس وقت جتنا صدقہ فطر اس پر واجب ہو گا وہ ادا کرنا لازم ہے۔ اب جتنا پہلے ادا کیا اگر اس سے زیادہ واجب ہوا ہے تو جتنی زیادتی ہے اتنی ادا کرنا اس پر مفتیٰ بہ مذہب میں واجب ہے۔

صدقہ فطر وجوب سے قبل ادا کرنا، جائز ہے، چنانچہ محیط برہانی میں ہے: ”یجوز تعجیلها قبل یوم الفطر بیوم او یومین فی روایة الكرخی وعن ابی حنیفة لسنة او سنتین“ ترجمہ: امام کرخی رحمہ اللہ کی روایت کے مطابق صدقۂ فطر عید سے ایک یا دو دن پہلے ادا کرنا، جائز ہے اور امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک ایک یا دو سال پہلے ادا کرنا، جائز ہے۔

(محیط برهانی، کتاب الصوم، ج2، ص589، مطبوعہ کوئٹہ)

بہار شریعت میں ہے: ”عید کے دن صبح صادق طلوع ہوتے ہی صدقہ فطر واجب ہوتا ہے...... فطرہ کا مقدم کرنا مطلقاً جائز ہے جبکہ وہ شخص موجود ہو، جس کی طرف سے ادا کرتا ہو اگرچہ رمضان سے پیشتر ادا کر دے اور اگر فطرہ ادا کرتے وقت مالک نصاب نہ تھا پھر ہو گیا تو فطرہ صحیح ہے اور بہتر یہ ہے کہ عید کی صبح صادق ہونے کے بعد اور عید گاہ جانے سے پہلے ادا کر دے۔“

(بہار شریعت، ج01، حصہ5، ص939،935، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

صدقہ فطر میں مثل قربانی وزکوۃ مکان مال کا اعتبار نہیں بلکہ مکان فاعل و مؤدی کا اعتبار ہے، اس سے متعلق فتح باب العنایہ میں ہے: ”فیعتبر فیها مكانُ المحل، وهو المال لا مكان الفاعل كالزكاة، بخلاف صدقة الفطر حيث يعتبر فيها مكانُ الفاعل، لأنّها تتعلّق به في الذِّمة“ ترجمہ: قربانی میں محل (جانور) کی جگہ کا اعتبار ہے اور وہ مال ہے جس طرح زکوۃ میں مال والی جگہ کا اعتبار ہوتا ہے نہ کہ ادا کرنے والے کی جگہ کا، جبکہ صدقہ فطر میں ادا کرنے والے کی جگہ کا اعتبار ہوتا ہے کیونکہ صدقہ فطر ذمہ میں لازم ہوتا ہے۔ **(فتح باب العنایہ، جلد3، صفحہ75، بیروت)**

فتاوی فیض الرسول میں سوال ہوا: ”زید بمبئی میں ہے اور اس کے بچے وطن میں ہیں، تو ان کے صدقہ فطر کے گیہوں کی قیمت وطن کے بھاؤ سے ادا کرے یا بمبئی کے بھاؤ سے؟ اور زیورات جن کا وہ مالک ہے وہ وطن میں ہیں تو زکوۃ کی ادائیگی میں کہاں کا اعتبار ہے؟“

اس کے جواب میں فرمایا: ”بچے اور زیورات جب کہ وطن میں ہیں، تو صدقہ فطر کے گیہوں میں

بمبئی کی قیمت کا اعتبار کرنا ہو گا اور زیورات میں وطن کی قیمت کا" لانہ یعتبر فی صدقۃ الفطر مکان المودی وفی الزکوۃ مکان المال، ھکذا قال صاحب الھدایۃ فی کتاب الاضحیۃ"

(فتاوی فیض الرسول، جلد1، صفحہ 511، شبیر برادرز، لاھور)

تعجیل فی صدقۃ الفطر، تعجیل فی الزکوۃ کے مشابہ ہے، جیسا کہ بنایہ، عنایہ اور جوہرہ نیرہ وغیرہ میں ہے: واللفظ للاول:" (فإن قدموها على يوم الفطر جاز لأنه أدى بعد تقرر السبب،) وهو رأس يمونه ويلي غلته (فأشبه التعجيل في الزكاة) بعد تقرر سببها وهو ملك المال "ترجمہ: اگر صدقہ فطر یوم عید سے پہلے دیا تو جائز ہے کیونکہ یہ سبب مقرر ہو جانے کے بعد ادا کرنا ہے اور وہ ایسا شخص ہے جس کے اخراجات کا یہ کفیل ہو، لہذا یہ تقرر سبب کے بعد زکوۃ جلدی ادا کرنے کے مشابہ ہے اور وہ مال کا مالک ہونا ہے۔ **(البنایہ، جلد3، صفحہ 505، دار الکتب العلمیہ)**

جب تعجیل فی صدقۃ الفطر تعجیل فی الزکوۃ کے مشابہ ہے تو جس طرح ادائیگی زکوۃ کے بعد اگر روز وجوب مثلا سونے کی قیمت بڑھ گئی تو جتنی زکوۃ زیادہ ہوئی مفتی بہ مذہب پر اتنی ادا کرنا لازم ہوتا ہے یوں ہی یہاں بھی لازم ہے۔

عمومی حالات میں قیمت سے صدقہ فطر کی ادائیگی افضل ہے، جیسا کہ جوہرہ نیرہ میں ہے:" فإن قلت فما الأفضل إخراج القيمة أو عين المنصوص قلت ذكر في الفتاوى أن أداء القيمة أفضل وعليه الفتوى لأنه أدفع لحاجة الفقير "ترجمہ: اگر تو کہے کہ صدقہ فطر میں قیمت نکالنا افضل ہے یا عین منصوص؟ تو میں کہتا ہوں: کہ فتاوی میں مذکور ہے کہ قیمت ادا کرنا افضل ہے اور اسی پر فتویٰ ہے کیونکہ یہ فقراء کی حاجت کو زیادہ پورا کرنے والا ہے۔ **(الجوھرۃ النیرۃ، جلد1، صفحہ134، المطبعۃ الخیریۃ)**

اور صدقہ فطر کی قیمت میں امام اعظم کے مفتی بہ مذہب کے مطابق معتبر روز وجوب ہے، جیسا کہ در مختار میں ہے:" (وجاز دفع القيمة في زكاة وعشر وخراج وفطرة ونذر وكفارة غير الإعتاق) وتعتبر القيمة يوم الوجوب وقالا: یوم الاداء "ترجمہ: زکوٰۃ، عشر، صدقہ فطر، نذر کی ادائیگی میں اور اعتاق

یعنی غلام آزاد کرنے والے کفارہ کے علاوہ ہر طرح کے کفارے میں قیمت ادا کرنا، جائز ہے اور قیمت ادا کرنے میں مذکورہ چیزیں لازم ہونے کے دن کی قیمت کا اعتبار ہو گا اور صاحبین کی رائے کے مطابق یوم ادا کی قیمت کا اعتبار ہو گا۔ (درمختار مع ردالمحتار، کتاب الزکوٰۃ، ج3، ص250، مطبوعہ کوئٹہ)

فتاوی رضویہ میں ہے: "قیمت افضل ہے۔۔۔باقی احکام نقد و غلّہ یکساں ہیں مگر وُہ تفاوت جو خاص گندم وجَو میں بسبب اعتبار وزن معتبر، شرعی اسقاط میں لحاظ مالیت کا ہے، مثلاً: فرض کیجئے کہ نیم صاع گندم کی قیمت دوآنہ ہے اور ایک صاع جَو کی ایک آنہ تو ایک آنہ کی قیمت کی کوئی چیز کپڑا، کتاب، چاول، باجرا وغیرہا بلحاظ قیمت جَو دے سکتے ہیں اگرچہ گندم کی قیمت نہ ہُوئی مگر چہارم صاع گندم کافی نہیں اگرچہ قیمت اُن کی بھی ایک صاع جَو کے برابر ہو گئی کہ چار چیزیں جن پر نص شرعی وارد ہو چکی ہے یعنی گندم، جَو، خُرما، کشمش ان میں قیمت کا اعتبار نہیں، جتنا وزن شرعاً واجب ہے اُس قدر دینا ہو گا۔۔۔قیمت میں نرخ بازار آج کا معتبر نہ ہو گا جس دن ادا کر رہے ہیں، بلکہ روز وجوب کا مثلاً اُس دن نیم صاع گندم کی قیمت دو آنے تھی آج ایک آنہ ہے تو ایک آنہ کافی نہ ہو گا۔ دو آنے دینا لازم، اور ایک آنہ تھی اب دو آنے ہو گئی تو دو آنے ضرور نہیں ایک آنہ کافی۔" فی الدر المختار جاز دفع القیمه فی زکوٰۃ وعشر وخراج وفطرۃ ونذر و کفارۃ غیر العتاق وتعتبر القیمۃ یوم الوجوب وقالا یوم الاداء "یعنی: زکوٰۃ، عشر، صدقہ فطر، نذر کی ادائیگی میں اور اعتاق یعنی غلام آزاد کرنے والے کفارہ کے علاوہ ہر طرح کے کفارے میں قیمت ادا کرنا، جائز ہے اور قیمت ادا کرنے میں مذکورہ چیزیں لازم ہونے کے دن کی قیمت کا اعتبار ہو گا اور صاحبین کی رائے کے مطابق یوم ادا کی قیمت کا اعتبار ہو گا۔"

(فتاوی رضویہ، ج10، ص531، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کتبــــــــــــــــــــــــــــــــــہ

ابو حمزہ محمد حسان عطاری

16 رمضان 1446ھ/17 مارچ 2025ء

الجواب صحیح

مفتی محمد قاسم عطاری

دار الافتاء اہلسنت darulifta@dawateislami.net

نوٹ: دارالافتاء اہلسنت کی جانب سے وائرل ہونے والے کسی بھی فتوے کی تصدیق دارالافتاء اہلسنت کے آفیشل پیج /daruliftaahlesunnat اور ویب سائٹ www.daruliftaahlesunnat.net کے ذریعے کی جاسکتی ہے